شذرات

گزشتہ سے پیوستہ

سوانح حیات امام زفر

کلامی مباحث کی تنگیوں میں خوض کرنے سے عوام کو امام زفر کا منع فرمانا

ابن ابی عوام نے دولابی سے خبر کی محمد بن شجاع سے اس نے حسن بن زیاد سے کہا کہ میں نے سنا امام زفر بن ہذیل سے اور اس سے ایک شخص نے سوال کیا تھا امام زفر نے فرمایا کہ قرآن اللہ کا کلام ہے۔ اس نے آپ سے پوچھا کہ کیا قرآن مخلوق ہے؟ تو امام زفر نے اس سے فرمایا اگر تجھے کسی ایسے مسئلے میں فکر مشغول رکھے جس میں میری امید ہے کہ اس کے جاننے سے اللہ مجھے نفع دے گا تو وہ تجھے اس سے دور رکھے۔ جس میں تم نے فکر کیا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ جس میں تو نے فکر کیا ہے وہ تجھے نقصان پہنچائے گا اللہ تجھے سلامت رکھے اس میں جس سے وہ تجھ سے راضی ہے۔ تو اپنے نفس کو اس تکلیف میں مت ڈال جس کا تجھے مکلف نہیں بنایا گیا۔

اسی سند سے حسن بن زیاد سے روایت ہے کہ اس حال میں کہ اسے بغداد والوں میں سے ایک شخص نے کہا کہ کیا زفر قیاس کرتے تھے تو یہ سن کر امام حسن نے اس سے کہا کہ تیری قیاس سے کیا مراد ہے؟ یہ جاہلوں کا کلام ہے، وہ عالم تھے۔ تب اس شخص نے پھر پوچھا کہ کیا زفر کلام میں نظر کرتے تھے تو امام حسن نے اسے کہا کہ تو کتنا سخیف آدمی ہے ہمارے اصحاب کے متعلق تو کہتا ہے کہ وہ کلام میں نظر کرتے تھے۔ وہ تو علم اور فقہ کے گھرانے تھے۔ جس کو عقل نہیں ہے اس سے لئے یہ کہا جاتا ہے کہ اس نے کلام میں نظر کی اور ہمارے آئمہ تو اللہ عز و جل کی حدود کو جانتے تھے خدا کی قسم جس کو تو کلام سمجھتا ہے اس میں وہ نظر اور بحث نہیں کرتے تھے۔ ان کے ہاں علم فقہ کے سوا کسی چیز کی اہمیت نہ تھی۔ اور وہ تو صرف اپنے اسلاف کی اقتدا کرتے تھے۔

اس کلام کا مقصد یہ ہے کہ وہ عوام کو علم کلام کے دقیق مسائل میں غوص کرنے سے روکتے تھے کیوں کہ اس میں یہ ڈر تھا کہ وہ لغزش کریں گے ورنہ وہ علم اصول دین کے آئمہ میں سے تھے لوگوں نے ان سے اس کے مسائل میں مجادلہ کیا تو آپ نے بھی ان سے مباحثہ فرمایا، اس کے لئے وہ شہادت موجود ہے جو شیخ جمال الدین لعلی احمد بن مسعود اصفہانی نے اپنی اسناد سے خالدین زید عمری سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا کہ امام ابوحنیفہ، ابو یوسف، محمد، زفر اور حماد بن امام ابوحنیفہ ایسے لوگ تھے کہ علم کلام میں انھوں نے لوگوں سے مناظرہ کیا اور وہ علم کے آئمہ تھے۔ جس طرح فتاویٰ بزازیہ کے صاحب نے مناقب میں ذکر کیا ہے (۱-۳۸)

امام زفرؒ کا اپنے شیخ امام ابوحنیفہؒ کے علم کو بصرہ میں نشر کرنا

ابن ابی العوام نے طحاوی سے روایت کی اس نے ابوخازم قاضی سے اس نے کہا کہ میں نے سنا احمد بن عبدہ سے یہ کہتے تھے کہ یوسف بن خالد سمتی امام ابوحنیفہ سے بصرہ میں آیا تو وہ عثمان بتی کے پاس آتا تھا اور عثمان بصرہ کا رئیس اور فقیہہ تھا۔ یوسف ان کے شاگردوں کو مسائل بتاتا تھا اور ان کو امام ابوحنیفہ کی ان سے مخالفت کا ذکر کرتا اس سے وہ اس کو مارتے اور امام ابوحنیفہ کو گالیاں دیتے، اسی طرح یہ معاملہ جاری رہا تاکہ امام زفر بن ہذیل بصرہ میں تشریف لائے اور وہ سیاست میں یوسف بن خالد سے بڑھے ہوئے تھے وہ بھی بتی کے پاس آتے اور ان کے مسائل کو سنتے جب امام زفر اس اصل پر وقوف پاتے جس پر مخالف اپنے فروع کی بنا رکھتے تھے اور جب بعض مسائل میں اصل کے ترک کرنے پر مطلع ہوتے تو بتی سے مطالبہ کرتے اس پر بتی کے تلامذہ بھی واقف اور شاہد ہوتے تھے اور امام زفر کو تحسین کہتے تو امام زفر ان سے فرماتے کہ اس باب میں اس اصل سے یہ بہتر ہے اور پھر اس کا ذکر فرماتے اور ان پر حجت قائم کرتے اور اس پر دلائل پیش کرتے اور بتی سے اس کی طرف رجوع کا مطالبہ کرتے اور اس کے تلامذہ کو اس پر شاہد کرتے پھر ان سے کہا کہ یہی امام ابوحنیفہ کا قول ہے کچھ دنوں کے بعد وہ حلقہ امام زفر کی طرف پھر گیا اور بتی اکیلا رہ گیا ۱۰۵۔ یہ واقعہ امام زفر کی بصرہ کی طرف رحلت کا زمانہ ہے اہل بصرہ کے امام عثمان بن مسلم بتی کی زندگی میں۔ رضی اللہ عنہ۔

لیکن امام زفر کی بصرہ کی طرف رحلت تھی اور امام ابو حنیفہ کی وفات کے بعد اور بصرہ میں قرار پکڑنا اس سے متعلق صیمری نے ابوالحسن عباس بن احمد بن فضل ہاشمی سے اس نے احمد بن محمد مکی سے اس نے علی بن محمد نخعی سے اس نے ابو خازم قاضی سے اس نے بکر عمی سے اس نے ہلال بن یحییٰ سے کہا کہ یوسف بن خالد سمتی بصرہ سے کوفہ کی طرف رحلت کی اور امام ابو حنیفہ سے فقہ پڑھا پھر جب اس نے بصرہ کی طرف جانے کا ارادہ کیا تو امام ابو حنیفہ نے اس سے فرمایا کہ جب تم بصرہ آجاؤ گے تو تمہارا قوم سے واسطہ پڑے گا جن کو پہلے سے ریاست حاصل ہے تو کسی ستون کے پاس بیٹھنے میں جلدی مت کرنا اور کوئی حلقہ مت بنانا پھر تم یہ کہو کہ ابو حنیفہ نے یہ کہا اور ابو حنیفہ نے یہ کہا کیونکہ اگر تم ایسا کروگے تو جلدی اٹھائے جاؤ گے اس نے کہا کہ یوسف نکلے اور اس کو ستون کے پاس بٹھایا پسند آیا اور کہا کہ ابو حنیفہ نے یہ کہا ہے تو لوگوں نے اس کو مسجد سے نکال دیا۔ تو پھر کسی نے ابو حنیفہ کا نام نہ لیا یہاں تک کہ امام زفر بصرہ میں آئے تو پھر وہ ان شیوخ کے پاس بیٹھتے تھے جن کو پہلے سے ریاست حاصل تھی تو ان کے اقوال سے لئے ایسی حجت پیش کرتے جو ان کے پاس بھی نہ ہوتی تھی اس کو وہ پسند کرتے پھر امام زفر فرماتے کہ یہاں دوسرا قول بھی ہے جو اس سے بہتر ہے پھر اس قول کو ذکر کرتے اور اس کی حجت بیان اور کسی کو معلوم نہ ہوتا کہ یہ امام ابو حنیفہ کا قول ہے جب وہ قول ان کے دلوں میں بیٹھ جاتا تو فرماتے یہ امام ابو حنیفہ کا قول ہے پھر وہ لوگ کہتے کہ یہ حسن قول ہے اور قائل کی پرواہ نہیں کرتے اسی طرح امام زفر کا ان سے برتاؤ رہا یہاں تک کہ ان کو امام ابو حنیفہ کے قول کی طرف سے آئے۔ رضی اللہ عنہ۔